موجودہ دور میں
فحاشی کا تدارک کیسے اور کیونکر ممکن ہے

تحریر:- حافظ عبدالحمید سلفی

حامداً و مصلیاً

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل انما حرم ربی الفواحش ما ظھر منھا و ما بطن والاثم والبغی بغیر الحق. (الاعراف ۳۳)

و قال علیہ الصلوۃ والسلام

الحیاء شعبۃ من الایمان.

(بخاری و مسلم کتاب الادب)

تقدیم

اسلام ایسا جامع اور مکمل نظام حیات ہے جس نے زندگی کے ہر شعبہ میں اپنے پیروکاروں کی ایسی راہنمائی کی ہے کہ جس کی مثال پوری تاریخ انسانیت میں نہیں ملتی۔ ہر نیکی اور برائی، خیر و شر، ہدایت و ضلالت کو اس طرح کھول کر واضح کیا ہے کہ کسی قسم کا اخفاء نہیں چھوڑا۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ ہر دو کے عوامل و عناصر، اثرات و نتائج سے بھی پوری طرح آگاہ کر دیا گیا اور پیغمبر اسلام ﷺ نے کھلے الفاظ میں یہ حقیقت بھی واضح فرما دی کہ یہود و نصاریٰ تمہارے دشمن ہیں۔ ان کی دوستی تمہیں قصر مذلت میں پہنچا دے گی۔ بلکہ ہر وہ شخص جو شاہراہ اسلام سے ہٹ کر کفر و شرک اور ضلالت وبدعت کے راستہ پر گامزن ہے، اس کی اتباع اور دلی دوستی بھی تمہیں گمراہ کر دیگی۔ مگر آج اسی رسول ہاشمی ﷺ کے نام لیوا یہود و نصاریٰ کے اتباع میں فخر محسوس کر رہے ہیں۔

شاعر مشرق نے اسی کو کہا تھا ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ ہیں مسلماں کہ جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

ابنائے ملت کو اسلامی تعلیمات سے کنارہ کر کے اقوام عالم کے نقش کف پا تلاش کرنے کی ضرورت بھی کیا ہے اور اس کی گنجائش بھی کیسے نکل سکتی ہے ؎

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

> ہم اپنی آنکھوں سے جوان بیٹیوں کے ساتھ ناچ گانے اور ڈانس کے وہ مناظر بڑے شوق سے دیکھتے ہیں جن کے تصور سے انسانیت کی پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے۔

امام کائنات ﷺ تو اس کی پیشگوئی چودہ سو سال قبل کر کے امت کو خبردار فرما گئے کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب مسلمان کہلوانے والے قدم بقدم یہود و ہنود کی پیروی میں فخر محسوس کریں گے۔ ارشاد نبویؐ ہے:

لتتبعن سنن الذین من قبلکم شبرا بشبر و ذراعا بذراع حتیٰ لو دخلوا فی جحر ضب لا تتبعوہ، قلنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیھود و النصاریٰ قال فمن؟ (مشکوۃ شریف ص ۳۸، فتح الباری ج ۱۳ ص ۲۵۶، ترجمان السنۃ ج ۱ ص ۳۰)

ترجمہ:۔ تم ضرور گزشتہ لوگوں کے قدم بقدم چل کر رہو گے حتیٰ کہ اگر ان میں کوئی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہوگا تو تم بھی ضرور داخل ہو گے۔ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر اور کون؟

دوسرے الفاظ میں اس مجنونانہ اتباع کو اس انداز میں ارشاد فرمایا کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا ہوگا تو تم میں

بھی ایسے افراد ہوں گے جو بے حیائی کر سکے [illegible]

ان ارشادات کی روشنی میں اپنے ماحول کا جائزہ لے کر عقل اسی نکتہ پر پہنچ کر ٹھہر جاتی ہے کہ مغربی تہذیب جو فحاشی' عریانی اور بے حیائی کا مجموعہ مرکب ہے' ہمارے گھروں' بازاروں' ہسپتالوں اور کانفرنسوں پر تسلط اختیار کر چکی ہے۔ گلی کوچے' شاہراہیں اور عمارتوں کے درو دیوار بے حیائی اور عریانی پر مبنی پوسٹروں سے سجے نظر آتے ہیں۔ ہمارے گھر ٹی۔وی' وی سی آر اور ڈش کی لعنت سے مزین ہیں' ہسپتال اور فضائی سفر فحاشی کے اڈے بن کر رہ گئے ہیں' دفاتر' اسکولز' کالجز اور یونیورسٹیاں بھی کسی صورت فحاشی اور بے حیائی کی اس دوڑ میں کسی سے پیچھے نہیں رہنا چاہتے' ہم اپنی آنکھوں سے اپنی جوان بیٹیوں کے ساتھ ناچ گانے اور ڈانس کے وہ مناظر بڑے شوق سے دیکھتے ہیں کہ جن کے تصور سے ہی انسانیت کی پیشانی پر پسینہ آ جاتا ہے اور وہ ماں باپ اپنی جوان بیٹیوں کی اس اداکاریوں پر خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔

کیا یہی مسلمانی ہے؟ کیا ہمارا اسلام ہمیں ایسی ہی تعلیمات دیتا ہے؟

حاشا وکلا۔ نعوذ باللہ

الفحشاء کی تحقیق

الفحش القبیح الشنیع من قول او فعل۔ (المعجم الوسیط ص ٦٧٥) (بری بات' برا کام)

الدلر جاوز حده فهو فاحش و فحاش۔

ہر وہ کام جو حد سے تجاوز ہو فحش کے زمرے میں آئے گا۔

قال فی القاموس الفاحشة الزنا و ما یشتد قبحه من الذنوب و کل ما نهی الله عزوجل عنه۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۱۴۷)

زنا' ہر قسم کا قبیح گناہ اور ہر منہی عنہ فاحشہ اور فحش کہلائے گا۔

علامہ جوہری نے ''الصحاح'' میں صاحب لسان العرب نے بھی اسی سے ملتے جلتے معنی بیان کئے ہیں۔ (سیرۃ النبی ج ٦ ص ۲۸٦)

مذکورہ تحقیق سے ثابت ہوا کہ ہر قوم و عمل جو حد حیاء سے تجاوز کر جائے وہ فحاشی کہلاتا ہے۔

فحاشی کے مترادفات

المنکر ما انکره الشرع بالنهی عنه وهو یعمه جمیع المعاصی والرذائل والدناءات علی اختلاف انواعها وقیل هوالشرك۔ (تفسیر قرطبی جز ۱۰' ص ۱۱۰)

(ہر وہ کام جس سے شریعت اسلامیہ نے منع کیا ہو۔ اور یہ تمام معاصی' رزائل اور نقائص کی تمام اقسام کو شامل ہے اور بعض نے اس سے مراد شرک لیا ہے۔)

البغی هو الکبر والظلم والحقد والتعدی و حقیقتہ تجاوز الحد۔

(بغی سے مراد تکبر' ظلم' کینہ' اور قربانی ہے۔ اور اس کی حقیقت حد سے تجاوز کرنا ہے۔)

سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۳۳ میں ان تین عنوانات کو ایسی خوبصورت ترتیب دی گئی ہے کہ سب سے پہلے فحشاء پھر منکر پھر بغی کا ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ فحشاء وہ اساسا ایک فرد تک محدود رہتی ہے۔ جیسے ننگے رہنا' بدکاری میں مبتلا ہونا وغیرہ۔ منکر سے پوری معاشرتی زندگی متاثر ہوتی ہے جیسے شوہر کا ظلم' باپ کی سنگدلی' اولاد کی نالائقی۔ اور بغی جماعت سے آگے بڑھ کر پورے ملک وملت کو چھا لیتی ہے۔ جیسے چوری' قتل' ڈاکہ زنی وغیرہ۔ (سیرۃ النبی ج ٦ ص ۲۸۸)

اسلام ہر قسم کی فحاشی کا تدارک کرتا ہے اور ترغیب وترہیب ہر دو طریقہ سے اس کے سدباب کی تجاویز پیش کرتا ہے۔ ترغیب کا انداز اختیار کرتے ہوئے دنیوی بے حیائی' فحاشی سے احتراز کرنے والوں کے لئے ارشاد ربانی ہے:

حور مقصورات فی الخیام۔ (سورۃ الرحمن ۷۲) و فیها ما تشتهیه الانفس و تلذ الاعین۔ (سورۃ الزخرف ۷۱)

اور ترہیب کے انداز میں ارشاد ربانی ہے:

ان المجرمین فی عذاب جهنم خلدون۔ (سورۃ الزخرف ۷۴)

یعنی اگر احکام خداوندی کا اتباع کرو گے تو جنت میں حوریں اور جو تمہارا جی چاہے گا ملے گا اور اگر دنیوی عیش وعشرت میں پھنس کر رب کی نافرمانی کے مجرم بنے تو پھر دائمی عذاب کے مستحق قرار پاؤ گے۔

اس کے علاوہ بھی ترغیب و ترہیب کی مثالیں قرآن و حدیث میں بکثرت موجود ہیں۔ حدود و تعزیرات کا نظام بھی اسی ترہیب کی

کرتی ہے۔

فحاشی کے ارتقائی مراحل

اسلام اخلاقی تعلیم صرف نمائش کے طور پر ہی نہیں دیتا بلکہ اعضاء و جوارح کے ساتھ ساتھ وہ دل و دماغ کو بھی اسی تعلیم کا پابند بناتا ہے۔ اسلام میں فحاشی کو رذائل میں شمار کیا گیا ہے۔ یہ وہ اخلاق ذمیمہ ہیں جنہیں رب تعالیٰ پسند نہیں فرماتے۔ جن سے بچنے کا حکم اس نے اپنے خالص بندوں کو دیا ہے اور ان کے مرتکبین اس کے مجرمین کی فہرست میں آتے ہیں اور ان کی بدولت انسان مادی اور روحانی نقصانات اٹھاتا ہے۔ معاشرت تباہ ہو جاتی ہے' دینی و دنیوی سرفرازیاں مسدود ہو کر رہ جاتی ہیں' سعادت و اقبال کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم نے اس ابلیسانہ تحریک کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا ہے جو شیطانی عزائم کی عکاسی کرتے ہیں:

قال فبما اغویتنی لاقعدن لھم صراطک المستقیم' ثم لاتینھم من بین ایدیم و من خلفھم و عن ایمانھم و عن شمآئلھم و لاتجد اکثرھم شاکرین۔ (سورۃ الاعراف ۱۶۔۱۷)

ترجمہ:- جیسا کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے۔ میں بھی ان کی تاک میں تیری سیدھی راہ پہ بیٹھوں گا اور پھر ان کے آگے' پیچھے اور دائیں بائیں سے ان پر حملہ کروں گا نتیجہ آپ ان میں سے اکثر کو ناشکرا پائیں گے۔)

اس اغوائے شیطانی کے ساتھ یہ بھی تنبیہ کر دی گئی۔

یا ایھا الذین آمنوا انما الخمر و المیسر والانصاب و الازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ و عن الصلوۃ فھل انتم منتھون۔ (المائدہ ۹۰'۹۱)

ترجمہ:- اے ایمان والو! شراب' جوا' بت' پانسے سب شیطانی برے اعمال ہیں۔ ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے درمیان بغض و عداوت پیدا کر دے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے پس تم کیوں نہیں باز آتے۔

الشیطن یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء۔ (البقرۃ ۲۶۸)

ترجمہ:- شیطان تمہیں تنگدستی سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔

شیطان کی ان تمام ارتقائی تدابیر کے بعد جو نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ قرآن اسے بھی ذکر کرتا ہے۔

استحوذ علیھم الشیطن فانسھم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطن۔ الا ان حزب الشیطن ھم الخسرون۔ (المجادلۃ ۱۹)

ترجمہ:- شیطان نے ان کو قابو میں کر لیا ہے اور خدا کی یاد ان کو بھلا دی۔ یہ شیطانی پارٹی ہے اور سن لو! شیطانی پارٹی ہی نقصان اٹھانے والی ہے۔

معلوم ہوا کہ شیطان انسان کو اپنے جال میں اس طرح پھنسا لیتا ہے کہ آخر کار وہ انسان اسی شیطانی گروہ کا فرد بن کر رہ جاتا ہے اور شیطان عموماً اپنے جال میں اسی بے حیائی اور فحاشی کا دانہ پھینکتا ہے۔

قرآن کریم اور فحاشی کا تدارک

قرآن کریم نے سب سے یہی تصور پختہ کیا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے تم اسے دشمن ہی سمجھو۔

ان الشیطن لکم عدو فاتخذوہ عدوا۔ (فاطر ۶)

ان الشیطن کان للانسان عدوا مبیناً۔ (بنی اسرائیل ۵۳)

شیطان کی دشمنی بطور دلیل ثابت کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

یبنی آدم لا یفتننکم الشیطن کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنھما لباسھما لیریھما سوآتھما انہ یریکم ھو و قبیلہ من حیث لا ترونھم۔ (الاعراف ۲۷)

ترجمہ:- اے اولاد آدم! شیطان تمہیں فتنہ میں مبتلا نہ کر دے۔ تمہارے ساتھ بھی اس کو ویسی ہی دشمنی ہے جیسے تمہارے والدین (آدم و حوا علیہ السلام) کے ساتھ دشمنی کرتے ہوئے انہیں جنت اور اس کی نعمتوں سے نکال دیا تھا)

ان تمام حقائق سے پردہ ہٹا کر اتمام حجت کر دیا گیا۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی شیطانی چالیں نہیں سمجھتا اور شیطان کے ساتھ دشمنی کی بجائے دوستی کرتے ہوئے اس کی اتباع میں لگا رہتا ہے تو قیامت کے دن اسے اس کا

[illegible] کا ارشاد خداوندی ہے:

الم اعہد الیکم یبنی آدم ان لا تعبدوا الشیطن انہ لکم عدو مبین۔ (یٰسین ۶۰)

ترجمہ:- اے اولاد آدم! کیا ہم نے تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہیں کرو گے اس لئے کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

بے جا عذر خواہی اور اس کی تردید

جب انسان شیطانی جال میں پھنس کر بے حیائی پر اترتا ہے تو اس پر عذر خواہی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد بھی یہی کچھ کرتے رہے۔ پھر اللہ پر بہتان باندھتے ہوئے ڈھٹائی کے ساتھ کہتا ہے کہ اللہ کا حکم بھی یہی ہے۔ حالانکہ اللہ تو بے حیائی کے کاموں کا حکم نہیں دیتے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

و اذا فعلوا فاحشۃ قالوا وجدنا علیہا آباء نا واللہ امرنا بہا قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء اتقولون علی اللہ مالا تعلمون۔ (الاعراف ۲۸)

فحشاء اور بے حیائی تو شیطان سکھلاتا ہے۔ چاہے وہ بے حیائی بول چال میں ہو، چاہے لباس میں ہو، خواہ تنہائی میں ہو یا مجلس میں، وہ شیطان کے راستہ سے ہی آتی ہے۔ اللہ تو بڑا باحیاء ہے اور اپنے بندوں کو بھی حیاء ہی کا حکم فرماتے ہیں۔ لباس کے متعلق اسی کا ارشاد ہے:

ولباس التقویٰ ذلک خیر۔ (ایضاً ۲۶)

کہ تقویٰ اور پرہیزگاری کا لباس ہی بہتر ہے۔ اسی آیت میں ارشاد ہے کہ ہم نے لباس شرمگاہ ڈھانپنے کے لئے اتارا۔ جبکہ آج لباس کے ہوتے ہوئے بھی مرد و عورت ننگے نظر آتے ہیں۔ اتنا باریک اور تنگ و چست استعمال کیا جاتا ہے کہ جسم کے تمام نشیب و فراز بلکہ انگ انگ نمایاں نظر آتا ہے۔

ترہیبانہ انداز میں بے حیائی کا سدباب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور امہات المومنین کے لئے ضابطہ خداوندی ہے:

ینساء النبی من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ یضعف لہا العذاب ضعفین۔ (الاحزاب ۳۰)

ترجمہ:-اے نبی کی بیویو! اگر تم سے کوئی بے حیائی سرزد ہوگئی تو تمہیں عام عورتوں سے دوگنا عذاب ہوگا۔

جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں، اور مومنین کی ماؤں کے لئے اتنا سخت ضابطہ ہے تو پھر اور کونسی عورت ہو گی جس کو بازار یا دفتر میں، ہسپتال یا فضائی سفر میں، ٹی وی، وی سی آر یا گلی کوچوں میں بے حیائی کا لباس زیب تن کر کے گھومنے پھرنے اور اپنے جسم کی نمائش کی اجازت ہو۔ اس میں امیر و غریب، عربی و عجمی، کالے گورے، اعلیٰ خاندانوں والے اور نیچ برادری والے سب برابر ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

یا ایہا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثیٰ و جعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ (الحجرات ۱۳)

ترجمہ:- اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری ذاتیں اور قبیلے بنا دیئے تاکہ آپس میں پہچان رہے۔ اللہ کے نزدیک تو متقی ہی عزت والا ہے۔

اس لئے بے حیائی کا کام سید کرے، چاہے قریشی کرے، امیر کرے یا غریب اور مفلس کرے، سب برابر کے مجرم ہیں۔

سورۃ نور میں اہل ایمان عورتوں کو حکم دیا گیا:

ولیضربن بخمرہن علی جیوبہن ولایبدین زینتہن الا لبعولتہن۔ (النور ۳۱)

ترجمہ:- انہیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبان پر ڈال کر رکھنی چاہئے اور اپنا بناؤ سنگھار، زیب و زینت سوائے اپنے خاوند کے کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں۔

ان قرآنی احکام کے ہوتے ہوئے وی سی آر، ننگا ڈانس، تنگ و چست لباس پہن کر بازاروں کی زینت بننا کہاں کا اسلام ہے؟ ہسپتالوں اور ہوائی جہازوں میں دل لبھانے کے لئے نوخیز لڑکیوں کا کام کرنا کہاں کا اسلام ہے؟ کیا فائیو سٹار ہوٹلوں میں یا کاروباری دفاتر میں بے حیا لباس پہن کر استقبالیہ کے لئے مستورات کا کام کرنا ہی اسلام ہے؟ یہ اسلام کا مذاق اسلام کے نام لیوا اڑا رہے ہیں اور اپنے عمل و کردار

> **جب انسان شیطانی جال میں پھنس کر بے حیائی پر اترتا ہے تو اس پر عذر خواہی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ہمارے اباؤ اجداد بھی یہی کچھ کرتے رہے۔**

ے رب کے عذاب کو دعوت دے رہے ہیں۔ پہلی نافرمان مشرک قومیں زبان سے عذاب الٰہی کو دعوت دیتی تھیں۔ مگر آج کا مسلمان اپنے عمل سے عذاب الٰہی کو للکار رہا ہے۔ فیا اسفیٰ

فرمان الٰہی ہے:

ان الله يامر بالعدل والاحسان وايتاء ذي القربىٰ و ينهىٰ عن الفحشاء والمنكر والبغي يعظكم لعلكم تذكرون۔ (النحل ۹۰)

ترجمہ:۔ اللہ تمہیں انصاف اور بھلائی کا حکم دیتا ہے اور قریبی رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کا، بے حیائی، نامعقول اور سرکشی سے تمہیں روکتا ہے، تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

اس آیت کریمہ میں شیطان کی چالوں کا ذکر ہے اور ساتھ ہی رحمٰن کی تدبیروں کا بھی ذکر ہے کہ شیطان انصاف نہیں چاہتا لیکن تم انصاف کرو اور انصاف یہی ہے کہ حق والے کو ہی اس کا حق دینا چاہئے۔ عورت کے لئے انصاف یہی ہے کہ اپنا حسن، نمائش، زرق برق لباس اور اپنی لچکدار زبان الغرض اپنا سب کچھ صرف اور صرف اپنے خاوند کو پیش کرے۔ اگر یہی خاوند والا حق اس نے بازار، ٹی وی یا وی سی آر کی نظر کر دیا تو اس نے انصاف کی دیوار پھلانگ کر بے انصافی کے احاطہ میں داخل ہونے کی کوشش کی۔

پھر احسان کا حکم دیا گیا اور اس کی تشریح نبی علیہ السلام نے ان الفاظ میں فرمائی:

ان تعبدالله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك۔ (مشکوۃ ص ۱۱)

ترجمہ:۔ کہ خدا کی عبادت اس طرح کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے پس اگر ایسا نہیں کر سکتا تو پھر خیال کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے اگر یہ صفت احسان ہی اپنالی جائے تو بے حیائی کبھی پنپ نہیں سکتی۔

پھر قریبی رشتہ داروں کے حقوق اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر ہے۔ کاش آج کا مسلمان مرد و عورت اپنے فیشن پر جو روپیہ برباد کرتا ہے اگر یہی روپیہ قریبی رشتہ داروں کی فلاح و بہبود کے لئے صرف کرے تو رحمت کے فرشتے اس کے پیروں تلے اپنے نوری پر بچھا دیں پھر تین چیزوں سے بار بار منع کیا گیا۔ فحشاء، منکر اور بغی ہے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

ولا تقربوا الزنا انه كان فاحشة۔ (بنی اسرائیل ۳۲)

زنا کے قریب بھی جانے سے منع کر دیا گیا۔ عوامل زنا اور اسباب زنا کے قریب جانے سے بھی سختی سے روک دیا گیا۔ مبادا کوئی شخص اس لعنت میں جا پڑے اور زنا کو بے حیائی اور برائی کے الفاظ سے ذکر فرما کر اس کی قباحت و شناعت کی طرف توجہ دلائی۔

جاری ہے

بے خشوع نمازیں اور بے روح لاشیں

خدا تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہو کر بھی جس کی نماز حضور قلبی اور خشوع و خضوع سے جو نماز کا روح و خلاصہ ہے، خالی ہو تو ایسی نماز اس مردہ بدن اور ڈھانچے کی طرح ہے جو روح سے سراسر خالی ہو، کیا انسان اپنے جیسے مخلوق انسان کے سامنے مرا ہوا غلام یا مردہ لونڈی تحفۃً پیش کرنے سے نہیں شرمایا کرتا؟ اور کیا اسے یہ گمان ہو سکتا ہے کہ جس بادشاہ یا امیر وغیرہ کے ہاں یہ تحفہ پیش کرنا چاہتا ہے اس کے صلہ میں اس کی جانب سے آفرین و شاباش اور عزت افزائی ہو گی؟ تو بس یہ خوب سمجھ لیجئے کہ جو نماز خشوع و خضوع اور حضور قلبی توجہ الی اللہ اور یکسوئی سے خالی ہو بعینہ وہ نماز اس مردہ غلام یا لونڈی کی طرح ہے جسے کسی بادشاہ یا امیر کی خدمت میں ہدیۃً پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ عزوجل اسے قبول نہیں کرتا، اگرچہ اس نماز سے دنیوی احکام سے ایک فرض ساقط ہو جائے گا مگر ثواب نہیں ہوگا، کیونکہ ثواب اسی نماز پر ملتا ہے جو غور و فکر اور تدبر کے ساتھ پڑھی جائے، جیسا کہ سنن اور مسند امام احمد وغیرہ میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”انسان نماز پڑھتا ہے مگر اس کے نامہ اعمال میں صرف اس کا نصف، تہائی، چوتھائی، پانچواں حصہ حتی کہ بعض دفعہ دسویں حصہ سے زیادہ درج نہیں ہوتے۔

(حافظ ابن القیم الجوزیؒ)